علم حدیث کی ترویج واشاعت میں معاون عوامل واسباب

سید عبدالغفار بخاری*

امر واقعہ یہ ہے کہ عہد بنوامیہ دراصل اسلامی تاریخ کا ایک زرّیں اور قابل ذکر دور تھا، جو حضرات صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کی مقدس ہستیوں سے منور تھا۔ یہ حضرات آنحضرت ﷺ اوران کے ساتھیوں کے تربیت یافتہ تھے، ان کے افعال واقوال میں حضورؐ کی تعلیم قدسی کی ہی جھلک تھی، ان کے اعمال نبی کریم ﷺ کی پیروی کے ترجمان تھے، انہیں حدیث سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی، انہیں ایک طرف فرامین رسول ﷺ کو دوسروں تک پہنچانے کا اہم دینی فریضہ سونپا گیا تھا اور دوسری طرف انہیں یہ خوف بھی لاحق تھا کہ کہیں کوئی غلط بات اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو جائے، چنانچہ انہوں نے طلب حدیث کیلئے دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور لوگوں کو حدیثِ رسول سے روشناس کرایا اور اس کی تعلیم اور اشاعت میں مصروف ہو گئے، انہی قدرتی و خارجی عوامل کے سبب علم حدیث کی خوب نشرواشاعت ہوئی۔

عہد امیہ پر بنوایک طائرانہ نظر ڈالنے سے بہت سے عوامل واسباب کی نشاندہی ہوتی ہے جن کی وجہ سے علم حدیث کی ترویج و اشاعت متاثر ہوئی، ان میں سے کچھ عوامل ایسے تھے جنہوں نے اس کی ترقی اور نشرواشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ علم حدیث کی نشرواشاعت میں بہت سے عوامل کارفرما تھے جن میں سے درج ذیل عوامل نے بنیادی کردار ادا کیا:

صحابہ کرامؓ کی موجودگی:

بنوامیہ کا دور اس حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے ابتدائی ساٹھ ستر برس میں صحابہ کرامؓ کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ جو مرکزی علاقوں اور شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ آخری صحابی حضرت عامرؓ بن واثلہ جن کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آخری صحابی تھے جن پر صحابہؓ کا دور ختم ہو گیا۔ حافظ ابن حجر نے جریر بن حازم کا بیان نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں:

"کنت بمکة سنة عشر و مائة فرأیت جنازة فسألت عنها فقیل ابو الطفیل"(۱)

میں ۱۱۰ھ میں مکہ میں تھا میں نے ایک جنازہ دیکھا جس کے بارے میں نے پوچھا تو (مجھے) بتایا گیا کہ ابوالطفیلؓ کا جنازہ ہے۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے چونتیس صحابہ کرامؓ کے نام گنوائے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی سے سو سال تک اور علاقوں میں زندہ رہے(۲)۔

---

* شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

صحابہ کرامؓ اشاعت حدیث کیلئے مختلف مفتوحہ ممالک میں پھیل گئے اور لوگوں کو حدیث کی تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت ابوادریس خولانیؒ کا بیان ہے کہ 'میں حمص کی مسجد میں گیا تو وہاں ایک مجلس میں بیٹھ گیا جس میں بتیس صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے'' (۳)۔

علامہ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ ''حضرت ابوالدرداءؓ دمشق میں سکونت پذیر تھے اور جب درس حدیث دینے کیلئے مسجد جاتے تو ان کے ساتھ شائقین علم کا اس قدر ہجوم ہوتا جیسے کسی بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے'' (۴)۔

امام سیوطی بیان کرتے ہیں:

"كان لجابرؓ بن عبدالله حلقه في المسجد النبوی يؤ خذعنه العلم" (۵)

جابرؓ بن عبداللہ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں تھا اور لوگ ان سے علم حاصل کرتے تھے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ جب حدیث بیان کرتے تو آپ کے سامنے (کثرت ہجوم کی وجہ سے) لوگوں کی ایک دیوار کھڑی ہو جاتی تھی (۶)۔

ایک اور صحابی کے بارے میں منقول ہے کہ جب وہ حدیث بیان کرتے تو ان کے گرد لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا تھا کہ ان کو مکان کی چھت پر چڑھ کر حدیث بیان کرنا پڑتی تھی (۷)۔

نصر بن عاصم لیثی فرماتے ہیں کہ ''میں کوفہ کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ نظر آیا جو نہایت خاموشی سے ایک شخص کی طرف کان لگائے ہوئے تھے، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ حضرت حذیفہؓ بن یمان ہیں'' (۸)۔

مختلف شہروں اور علاقوں میں صحابہ کرامؓ کی موجودگی نے حدیث کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

تربیتِ رسول:

صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے ان کے افعال واقوال میں حضور ﷺ کی تعلیم قدسی کی ہی جھلک تھی اور انہی کی بدولت دین اسلام کا تسلسل قائم ہوا۔

محدثین کرام نے کتب حدیث میں مرفوع احادیث کے ساتھ صحابہؓ کے اقوال واعمال پر مشتمل ایک بڑا ذخیرہ بھی روایت کیا ہے۔ صالح بن کیسان (۱۴۰ھ) بیان کرتے ہیں۔

"اجتمعت أنا وابن شهاب ونحن نطلب العلم فاجتمعنا على أن نكتب السنن فكتبنا كل شيء سمعناه عن النبي ﷺ ثم كتبنا أيضا ما جاء عن أصحابه فقلت لا ليس بسنة و قال بلى سنة فكتب و لم أكتب فنجح و ضيعت" (۹)

''میں اور ابن شہاب اکٹھے علم حاصل کرتے تھے ہم نے باہمی اتفاق کیا کہ احادیث لکھیں گے چنانچہ ہم نے ہر چیز جو نبی ﷺ کے بارے میں سنی تھی لکھ ڈالی پھر ابن شہاب نے کہا جو آپ ﷺ کے صحابہؓ کے بارے میں منقول ہے ہم اسے بھی لکھ لیں گے میں نے کہا نہیں یہ (اقوال صحابہؓ) سنت نہیں، ابن شہاب نے کہا کیوں نہیں وہ بھی سنت ہیں سو انہوں نے انہیں لکھ لیا اور میں نے نہیں لکھا، وہ کامیاب رہے اور میں نے ضائع کر دیا''

صحابہ کرامؓ کے انہی اقوال وافعال کے پیش نظر حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"لا یزال الناس صالحین متماسکین ما أتاهم العلم من أصحاب محمد ﷺ و من أكابرهم فإذا أتاهم من أصاغرهم هلكوا" (۱۰)

''جب تک علم اصحاب رسول اللہ ﷺ اور ان کے بڑوں سے آتا رہے گا لوگ نیک اور عمل پیرا رہیں گے اور جب لوگوں کو علم ان کے اصاغر سے ملنے لگے گا، وہ ہلاک ہوں گے''

حضرت ابن مسعودؓ کے اس قول میں اصاغر کی اضافت عام لوگوں کی طرف ہے، اصحاب محمد ﷺ کی طرف نہیں۔ اور عبداللہ بن مبارک کے قول کے مطابق اصاغر سے اہل بدعت مراد ہیں (۱۱)۔

ایک اور موقع پر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"اتبعوا آثارنا ولا تبتدعوا فقد كفيتم" (۱۲)

تم ''ہمارے نقش قدم پر چلتے رہو نئی باتیں نہ نکالنا کیونکہ ہماری پیروی تمہارے لیے کافی ہے''

امام اوزاعی، بقیہ بن ولید کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یا بقية العلم ما جاء عن أصحاب محمد ﷺ وما لم يجئ عن أصحاب محمد ﷺ فليس بعلم" (۱۳)

''اے بقیہ علم وہی ہے جو اصحاب محمد ﷺ کی طرف سے منقول ہو کر آئے اور جو اصحاب محمد ﷺ سے منقول نہ ہو وہ علم نہیں ہے''

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ پر حالت احرام میں رنگ دار چادر دیکھی۔ تو فرمایا اے طلحہؓ یہ رنگ دار کپڑا کیوں (پہنا) ہے تو طلحہؓ نے جواب دیا اس رنگ میں خوشبو نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"إنكم أيها الرهط أئمة يقتدى بكم الناس ...." (۱٤)

''بے شک تم اے گروہ (صحابہ) ائمہ ہو لوگ تمہاری پیروی کریں گے''

اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو ایک خاص قسم کے موزے پہنے دیکھے تو آپ نے فرمایا:

"عزمت عليك أن لا نزعتهما فإنى أخاف أن ينظر الناس إليك فيقتدون بك" (۱۵)

''میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم انہیں اتار دو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ تمہیں اسطرح دیکھیں گے تو وہ تمہاری پیروی کرنے لگیں گے''

حضرت حذیفہؓ بن یمان نے مدائن (۱۶) میں یہودی عورت سے نکاح کرلیا جب حضرت عمرؓ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے ان کی طرف خط لکھا:

"أعزم عليك أن لا تضع كتابى حتى تخلى سبيلها فإنى أخاف أن يقتديك المسلمون فيختاروا نساء أهل الذمة لجمالهن" (۱۷)

''میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میرا یہ خط رکھنے سے پہلے تم اس عورت کو فارغ (طلاق) کردو مجھے ڈر ہے کہ مسلمان تمہاری پیروی کرتے ہوئے اہل ذمہ کی عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی وجہ سے پسند کرنے لگیں گے''

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جب گھر میں نماز پڑھتے تو لمبی نماز پڑھتے رکوع وسجود طویل کرتے اور جب مسجد میں نماز پڑھتے تو جلدی کرتے تھے آپ کے بیٹے حضرت مصعب نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

"يا بنى إنا أئمة يقتدى بنا" (۱۸)

''اے میرے بیٹے بے شک ہم ائمہ ہیں، (امت میں) ہماری پیروی کی جاتی رہے گی''

حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کو جب حضرت عمارؓ بن یاسر کے ساتھ کوفہ بھیجا تو آپ نے اہل کوفہ کو ان کی اقتداء کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"فاقتدوا بهما واسمعوا وقد آثرتكم بعبدالله بن مسعود على نفسى" (۱۹)

''تم ان دونوں کی اتباع کرو اور ان کی بات کو سنو بے شک میں نے عبداللہؓ بن مسعود کو (تمہارے پاس بھیج کر) تمہیں اپنی ذات پر ترجیح دی ہے''

معلوم ہوا کہ اسلام میں صحابہ کرامؓ کی مقتداء حیثیت ہمیشہ سے مسلم رہی اس لئے انہیں محتاط رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا چنانچہ صحابہؓ کے اعمال واقوال کی اتباع، تابعین وتبع تابعین میں جاری رہی۔ اس طرح جملہ احادیث کی نشر واشاعت میں صحابہؓ کے افعال واقوال نے اہم کردار ادا کیا۔

رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت:

صحابہ کرامؓ کی نبی ﷺ سے بے پناہ محبت وعقیدت بھی حدیث کی ترویج واشاعت میں ایک بڑا مؤثر عامل رہا ہے۔

قرآن کریم نے حضور ﷺ کے بارے میں تعلیم دیتے ہوئے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ (۲۰)

''تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ اور اس (رسول ﷺ) کی تعظیم وتوقیر کرو''

چنانچہ صحابہ کرامؓ اسی تعلیم کی بدولت رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز تک پست رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی اس ادا کو پسند کرتے ہوئے ان کی مدح وتوصیف کرتے ہوئے انہیں متقین کا سرٹیفکیٹ عنایت کیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾ (۲۱)

''بے شک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے''

مولانا مناظر احسن گیلانی اس عامل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''..........قرآن اور آنحضرت ﷺ کی پیغمبرانہ دعوت جو شاعرانہ زبان میں بلکہ فی الحقیقت مولانا حالی مرحوم کی اس بلیغ تعبیر کی صحیح تصویر تھی:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی	عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
ایک آواز میں سوتی بستی جگا دی	نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی (۲۲)

اس نے صحابہ کرامؓ کی ذہنی قوتوں اور عملی توانائیوں میں نئی زندگی کی روح بھر کر ان میں ایسی ہلچل پیدا کر دی تھی کہ بقول گاڈفرے ہگنس (God Fray Hungs)

''عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد ﷺ کے پیغام نے وہ نشہ آپ ﷺ کے پیروؤں میں پیدا کر دیا تھا جس کو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے۔اور میں تو کہتا ہوں کہ عیسائی ہی نہیں بلکہ دنیا کو چاہئے کہ یہ یاد رکھے کہ اس نشہ کی نظیر نہ اس سے پہلے دیکھی گئی اور نہ اس کے بعد دیکھی جا سکتی ہے'' (۲۳)

حضرت عروہؓ بن مسعود ثقفی صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کی طرف سے ایلچی بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجے گئے تھے۔اس نے واپس جا کر قریش کو صحابہ کرامؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت وعقیدت کو اس طرح بیان کیا:

”اى قوم والله لقد وفدت على الملوك وفدت على قيصر و كسرىٰ والنجاشى والله مارأيت ملكا قط يعظمه أصحابه ما يعظم أصحاب محمد محمداً والله إن تنخم نخامة إلا وقعت فى كف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده وإذا أمرهم ابتدروا أمره وإذا توضأ كادوا يقتلون على وضوءه وإذا تكلم خفضوا أصواتهم عنده وما يحدقون إليه النظر تعظيما له“ (٢٤)

’’اے قوم! بخدا میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم وہ کھنکار بھی تھوکتے تھے تو کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا اور جب کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری کے لئے سب دوڑ پڑتے تھے اور جب وضو کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کے وضو کے پانی کیلئے لوگ لڑ پڑیں گے اور جب کوئی بات بولتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے اور فرط تعظیم کے سبب انہیں بھر پور نظر سے نہ دیکھتے تھے‘‘

ظاہر ہے کہ جن کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ اس نوعیت کا ہو کہ وضو کے پانی اور لعاب وغیرہ کو نیچے نہ گرنے دیں، تو وہ بھلا آپ ﷺ کے اوامر ونواہی جو شریعت کا حصہ ہیں، کس طرح ان میں کوتاہی برت سکتے تھے، اور جب کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین اسلام کے محافظ اور مبلغ قرار دیے گئے تھے۔

ابلاغ حدیث کی ذمہ داری کا احساس:

آنحضرت ﷺ کو تعلیم امت کی بہت فکر تھی آپ نے اپنے صحابہؓ کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

:”إن الناس لكم تبع وإن رجالا ياتونكم من أقطار الأرض يتفقهون فى الدين وإذا أتوكم فاستوصوا بهم خيراً“ (٢٥)

’’لوگ تمہارے پیچھے لگنے والے ہوں گے اور وہ تمہارے پاس دنیا کے اطراف سے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں اچھی باتیں بتلانا‘‘

چنانچہ صحابہ کرامؓ صرف رسول اللہ ﷺ کے اقوال واعمال کی صرف اتباع ہی ضروری نہیں تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان پر یہ فریضہ بھی عائد تھا کہ وہ اس دین کو دوسروں تک پہنچائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنتُم خَيرَ اُمَّةٍ اُخرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (٢٦)

’’تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے نکالے گئے ہو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو‘‘

نیز قول باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (۲۷)

تم میں سے ایک گروہ جو نیکی اور بھلائی کی طرف لوگوں کو بلائے اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے۔

انہی آیات کریمہ کی روشنی میں نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تبلیغ اسلام کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

((وليبلغ الشاهد الغائب)) (۲۸) ''حاضر غائب کو پہنچادے''

نیز: ((ألا ليبلغ الشاهد الغائب)) (۲۹) ''آگاہ رہو حاضر غائب کو پہنچادے''

مختلف اطراف سے وقتاً فوقتاً آنے والے وفود کو تعلیم دینے کے بعد آپ ﷺ انہیں حکم فرماتے:

((احفظوهن وأخبروا بهن من وراء كم ....)) (۳۰)

ان باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انہیں اس کی خبر دو۔

آپ ﷺ نے اس شخص کا انجام بھی بتا دیا جو تبلیغ دین کے فریضہ کو ترک کر ڈالتا ہے اور کتمان علم کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((من سئل عن علم علمه ثم كتمه ألجم يوم القيامة بلجام من نار)) (۳۱)

''جس سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اسے جانتا ہو پھر وہ اسے چھپائے اسے قیامت کے دن آگ کی لگام میں جکڑا جائے گا''

صحابہ کرامؓ نے تبلیغ دین کا پورا پورا حق ادا کر دیا اور انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ بعض صحابہؓ سکرات الموت میں بھی حدیث بیان کرنے کا التزام کرتے۔ ان کا یہ مصمم ارادہ حضرت ابوذر غفاریؓ (۳۲ھ) کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

"لو وضعتم الصمصامة على هذه وأشار إلى قفاه ثم ظننت أنى أنفذ كلمة سمعتها من النبى ﷺ قبل أن تجيزوا علىّ لأنفذتها" (۳۲)

''اگر تم تلوار اس پر اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا رکھ دو پھر مجھے معلوم ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی تھی اور اسے میں بیان کر سکوں گا تو میں اسے ضرور بیان کروں گا پیشتر اس کے کہ تم اسے (تلوار) مجھ پر چلا دو''

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں:

"إن الناس يقولون أكثر ابو هريرة ولولا أيتان فى كتاب الله ما حدثت حديثا ثم يتلو (۳۳)

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَٰتِ وَالْهُدَىٰ ....﴾ (٣٤)

''بے شک لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت زیادہ احادیث بیان کرتا ہے اور اگر کتاب اللہ کی دو آیات نہ ہوتی تو میں کبھی حدیث بیان نہ کرتا پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ''بے شک جو لوگ ہماری نازل کردہ آیات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں......''

نبی ﷺ کی طرف سے صحابہ کرامؓ کو یہ توثیق بھی حاصل ہوگئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو دوسروں تک منتقل کریں گے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((تسمعون ويسمع منكم ويسمع من الذين يسمعون منكم)) (٣٥)

تم مجھ سے سن رہے ہو، تم سے بھی سنا جائے گا اور جن لوگوں نے تم سے سنا ان سے بھی لوگ سنیں گے۔

وعید کا خوف:

موضوع روایات پر آنحضرت ﷺ کی وعید صحابہ کرامؓ کے سامنے تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا تكذبوا عليّ فإنه من كذب عليّ فليلج النار)) (٣٦)

''مجھ پر جھوٹ مت کہو کیونکہ جس شخص نے مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ آگ میں داخل ہوگا۔

اسی وعید کے خوف کے پیش نظر صحابہ کرامؓ بہت کم احادیث بیان کیا کرتے تھے''

حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے:

"إنه ليمنعني أن أحدثكم حديثا كثيرا أن النبي ﷺ قال من تعمد عليّ كذبا فليتبوأ مقعده من النار" (٣٧)

''مجھے نبی ﷺ کے فرمان ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے'' نے تمہیں زیادہ احادیث بیان کرنے سے روک رکھا ہے''

حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ اپنے والد حضرت زبیرؓ بن عوام سے بیان کرتے ہیں:

"إني لا أسمعك تحدث عن رسول الله ﷺ كما يحدث فلان فلان قال أما إني لم أفارقه ولكن سمعته يقول من كذب علي فليتبوأ مقعده من النار" (٣٨)

''میں نے فلاں فلاں کی طرح آپ کو رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا تو حضرت زبیر نے جواب دیا میں تو رسول اللہ ﷺ سے کبھی جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے''

بعض صحابہؓ کے بارے میں مروی ہے کہ حدیث بیان کرتے وقت ان پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔
ابوعمرو شیبانی کہتے ہیں:

''میں سال بھر حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی مجلس میں حاضر ہوتا رہا۔ اکثر آپ قال رسول اللہ ﷺ کہہ کر حدیث بیان نہیں کرتے تھے اگر کبھی قال رسول اللہ ﷺ کہہ کر حدیث بیان کرنے لگتے تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا پھر کہتے اس طرح فرمایا، یا اس کی مثل فرمایا، یا اس کے قریب قریب فرمایا............'' (۳۹)

ایک دوسری روایت میں راوی کا بیان ہے کہ حدیث بیان کرنے کے بعد آپ کی کیفیت اس طرح ہو جاتی کہ:

"ارتعد وارتعدت ثيابه تنفخ أوداجه اغرورت عيناه" (٤٠)

''آپ کانپنے لگتے اور ان کے کپڑوں میں تھرتھری پیدا ہو جاتی، گردن کی رگیں پھول جاتی، آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں''

اور بعض صحابہؓ تو حدیث بیان کرنے سے قبل حدیث ((من كذب علي متعمداً...... پڑھ لیتے۔ مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں یہ منقول ہے:

"يبتدأ بحديثه بأن يقول قال رسول الله ﷺ الصادق المصدوق ابو القاسم ﷺ من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار" (٤١)

''اپنی حدیث کی ابتدا کرتے ہوئے فرماتے رسول اللہ ﷺ صادق ومصدوق ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے''

صحابہ کرامؓ کو ایک طرف یہ خوف لاحق تھا کہ کہیں غلط بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو جائے اور دوسری طرف دین کو پہنچانے کا جذبہ کارفرما تھا۔ چنانچہ صحابہؓ کا یہی حزم واحتیاط حدیث کی ترویج واشاعت میں ایک مؤثر عامل رہا۔

تابعین وتبع تابعین کی موجودگی:

آغوش صحابہؓ میں تعلیم پانے والے عظیم المرتبت تابعین کرام اور تبع تابعین جو تابعین کے حلقہ درس کے فیض یافتہ تھے ان حضرات نے صحابہؓ کی علمی اور اخلاقی برکتوں کو سارے عالم میں پھیلایا جن کی مشترک اور اہم کارنامہ حفاظت حدیث اور اشاعت حدیث ہے۔ اور عہد بنو امیہ ان مقدس ہستیوں سے عبارت ہے۔ ان کی موجودگی علم حدیث کی ترویج واشاعت میں ایک موثر عامل رہا ہے۔

مختلف بلاد وامصار کا سفر:

حضرات صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین نے طلب حدیث اور صحت حدیث کیلئے دور دراز ممالک کا سفر کیا اور اس راہ میں

سعی وجہد کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔انہوں نے مشرق ومغرب کو چھان مارا اور جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا۔تو اس کے نتیجہ میں حوادث ومسائل میں بھی اضافہ ہوا تو یہ حضرات اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے حدیث کے طلب گاروں میں علمی رحلت کا بڑا چرچا ہوا، جس کی وجہ سے انہوں نے کثرت سے سفر کیے۔

حدیث کی ترویج واشاعت کے ذرائع:

صحابہ کرامؓ، تابعین اوران کے بعد کے ادوار میں حدیث کی ترویج واشاعت میں جو ذرائع استعمال کیے گئے ہیں جن میں سے حفظ حدیث، مذاکرہ حدیث، کتابت حدیث اور تعامل حدیث قابل ذکر ہیں جن کی وجہ سے علم حدیث کی حفاظت اوراس کی اشاعت میں نمایاں اثر پڑا ہے جوایک بنیادی عامل ہے۔

اسلامی فتوحات کی وسعت:

عہد رسالت کے بعد صحابہ کرامؓ کی مساعی جمیلہ کی بدولت اسلامی حکومت کے دائرہ میں وسعت آئی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾(۴۲)

تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالحہ کیے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین کا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان لوگوں کو خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے۔

چنانچہ ۱۷ھ میں عراق اور شام مکمل طور پر فتح کر لیے گئے (۴۳)۔۲۰ھ میں سرزمین مصر کو زیرِ نگیں کیا گیا اور ۲۱ھ میں فارس کا علاقہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوا (۴۴)۔

غرضیکہ جس طرح عہد خلفاء راشدین کے عہد میں بے شمار فتوحات ہوئی ہیں۔ اسی طرح عہد بنوامیہ میں بھی بہت ساری فتوحات ہوئیں۔

ان فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کے رہنے والے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اسلامی تعلیمات واحکام کو سیکھنے کا مطالبہ کرنے لگے تو سلاطین وحکام نے دینی احکام ومسائل کی تعلیم دینے کیلئے صحابہؓ وتابعین کو ان شہروں میں بھیجا۔اور کچھ صحابہؓ وتابعین نے اپنی مرضی سے ان شہروں کو پسند کر کے ان میں سکونت پذیر ہو گئے جہاں انہوں نے لوگوں کو حدیث کی تعلیم دی۔

علم حدیث کے مراکز:

صحابہ کرامؓ وتابعین کے مختلف بلاد وانصار میں چلے جانے سے وہاں کتاب وسنت کی تعلیم کے مدارس کھل گئے جہاں دور ودراز علاقوں کے طلبہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے چشمہ علم سے اپنی پیاس بجھاتے اس دور میں مساجد تعلیم گاہ اور

دارالحدیث کی حیثیت رکھتی تھیں، صحابہؓ وتابعین مختلف مساجد میں بیٹھ جاتے اور ان کے تلامذہ ان کے گرد حلقہ باندھ کر ان سے استفادہ کرتے اور اسے اپنے سینوں میں جاگزین کر لیتے تھے۔

عہد بنوامیہ میں مختلف بلاد وامصار میں جو علم حدیث کے مراکز تھے وہ درج ذیل تھے:

دارالحدیث مدینہ منورہ:

مدینہ منورہ آنحضرت ﷺ کا دارالہجرہ تھا جہاں اکثر شرعی احکام نازل ہوئے اس وجہ سے آپ ﷺ نے اکثر احادیث ارشاد فرمائی تھیں۔ عہد رسالت کے بعد مدینہ منورہ ملت اسلامیہ کا مرکز اور کبار صحابہ کرامؓ کی اقامت گاہ تھا۔ اس اعتبار سے مدینہ کو صحابہؓ کے اولین وطن ہونے کا شرف حاصل تھا جس کو وہ دوسرے مقامات پر فضیلت دیتے تھے اور کسی خاص سیاسی، معاشی یا تعلیمی ضرورت کے پیش نظر وہ مدینہ سے باہر نہیں جاتے تھے (۴۵)۔

مدینہ میں متعدد صحابہؓ وتابعین ایسے تھے جنہوں نے حدیث وفقہ میں بڑی شہرت حاصل کی جن میں خلفاء اربعہ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت وغیرہ شامل تھے۔ تابعین میں سعید میتب، عروہ بن زبیر، ابن شہاب الزہری، عبیداللہ بن عتبہ، سالم بن عبداللہ، محمد بن المنکدر، قاسم بن محمد، نافع مولیٰ ابن عمر اور دیگر حفاظ حدیث جو حدیث اور فتویٰ کے مرجع تھے (۴۶)۔ اور تبع تابعین میں سے عبداللہ بن عمرو بن ابی ذہب، محمد بن عجلان، جعفر الصادق، امام مالک، نافع بن ابی نعیم، سلیمان بن بلال، اسماعیل بن جعفر وغیرہ (۴۷)

دارالحدیث مکہ مکرمہ:

جب آنحضرت ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو قرآن کریم کی تعلیم اور حلال وحرام کے مسائل سکھانے کیلئے حضرت معاذؓ بن جبل کو وہاں قیام کرنے کا حکم دیا جن سے حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی ہے بعد ازاں حضرت ابن عباسؓ بصرہ سے مکہ واپس آئے تو وہ بھی یہاں کے رئیس قرار پائے۔ ان کے علاوہ بہت سے صحابہ کرامؓ یہاں قیام پذیر تھے۔ مثلاً حضرت عبداللہؓ بن سائب مخزومی، حضرت عتابؓ بن اسید، حضرت خالد بن اسید، حضرت حکمؓ بن ابی العاص، حضرت عثمانؓ بن طلحہ وغیرہ (۴۸)۔

مکہ کے دارالحدیث میں حضرت ابن عباسؓ کے زیر اثر جن تابعین نے استفادہ کیا ان میں سے مجاہد بن جبیر، عکرمہ مولیٰ ابن عباسؓ، عطاء بن ابی رباح، وغیرہ اور تبع تابعین میں سے عبداللہ بن ابی نجیح، ابن کثیر المقری، حنظلہ بن ابی سفیان، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، ابن عیینہ وغیرہ (۴۹)۔

دارالحدیث کوفہ:

حضرت عمرؓ کے عہد حکومت میں جب عراق فتح ہوا تو کوفہ اسلامی افواج کا بہت بڑا مرکز تھا اس وقت تین سو صحابہ کرامؓ جن میں ستر بدری صحابہ بھی شامل تھے کا مسکن کوفہ تھا۔ ان میں سے حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت سعیدؓ بن زید، حضرت خبابؓ بن ارت، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت حذیفہؓ بن یمان، حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ وغیرہ (۵۰)۔

کوفہ کے دارالحدیث کی قیادت وسیادت کا سہرا حضرت ابن مسعودؓ کے سر ہے کیونکہ آپ کوفہ میں کثیر العلم تھے اوران کا زمانہ قیام بھی دوسرے صحابہ کرامؓ کی نسبت زیادہ تھا اوران صحابہ کرامؓ سے فیض حاصل کرنے والے بے شمار تابعین تھے جن میں سے حضرت ابن مسعودؓ کے ساٹھ تلامذہ بھی شامل تھے۔ ان حضرات میں سے مسروق بن اجدع ہمدانی، عبیدہ بن عمرو سلمانی، اسود بن یزید نخعی، کمیل بن زید نخعی، عامر بن شراحیل الشعبی، سعید بن جبیر الاسدی، ابراھیم نخعی، ابواسحاق السبیعی، عبدالملک بن عمیر وغیرہ اور تبع تابعین میں سے منصور بن المعتمر، سلیمان بن مہران وغیرہ قابل ذکر ہیں (۵۱)۔

دارالحدیث بصرہ:

جب حضرت عمرؓ کے عہد میں عراق فتح ہوا تو اس وقت بصرہ بھی اسلامی افواج کا ایک بہت بڑا مرکز تھا جہاں پر بے شمار صحابہ کرامؓ سکونت گزیں تھے حضرت انسؓ بن مالک بصرہ کے سرخیل تھے ان کے علاوہ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ، حضرت ابن عباسؓ جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کی جانب سے بصرہ کے والی تھے، حضرت عتبہؓ بن غزوان، حضرت عمرانؓ بن حصین، حضرت ابو برزۃ الاسلمیؓ، حضرت معقلؓ بن یسار، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرۃؓ، حضرت ابو زید الانصاریؓ، حضرت عبداللہؓ بن شخیر، حضرت ابوبکرۃؓ وغیرہ شامل ہیں (۵۲)۔

بصرہ کے دارالحدیث سے فارغ التحصیل ہونے والے بے شمار تابعین تھے جن میں سے حسن بصری جو پانچ سو کے قریب صحابہ کرامؓ سے مل چکے تھے، محمد بن سیرین، ایوب السختیانی، بہز بن حکیم القشیری، یونس بن عبید، خالد بن سہران، عبداللہ بن عون، عاصم بن سلیمان الاحول، قتادہ بن دعامۃ السدوسی، ہشام بن حسان، ابوالشعثاء جابر بن زید، ابو بردۃ ابی موسیٰ، مطرف بن عبداللہ ودیگر تابعین کرام تھے۔ اور تبع تابعین میں سے ابن عون، حماد بن سلمہ اور حماد بن زید قابل ذکر ہیں (۵۳)۔

دارالحدیث شام:

۱۷ھ کو جب شام فتح ہوا تو وہاں کے باشندے کثرت سے حلقۂ بگوش اسلام ہوگئے چنانچہ خلفائے راشدین نے بڑے

بڑے صحابہ کرامؓ کو تبلیغ ودعوت کیلئے شام بھیجا ان میں سے حضرت معاذؓ بن جبل تھے جن کو آنحضرت ﷺ نے پہلے یمن بھیجا اور جب مکہ فتح ہوا تو لوگوں کو حلال وحرام کی تعلیم دینے کیلئے وہاں مقرر کیا۔

ملک شام میں بے شمار صحابہ کرامؓ موجود تھے، ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں۔

"دخلت الشام عشرة آلاف عين رأت رسول الله ﷺ(٥٤)"

''شام میں رسول اللہ کے دس ہزار صحابہ کرامؓ داخل ہوئے''

یزید بن ابی سفیانؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا کہ اہل شام کی تعلیم کیلئے علماء شام بھیجے جائیں (۵۵)۔

چنانچہ آپ نے حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت عبادۃؓ بن الصامت، حضرت ابوالدرداءؓ کو شام بھیجا جو شام کے مختلف شہروں میں قیام پذیر ہوگئے۔ حضرت عبادۃؓ حمص میں، حضرت ابوالدرداءؓ دمشق میں، اور حضرت معاذؓ ارض فلسطین میں قیام پذیر ہوگئے۔

بعدازاں حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم کو بھی شام بھیج دیا (۵٦)۔

عہد بنوامیہ میں بلاد شام میں خصوصاً دمشق میں علم حدیث کی خوب نشرواشاعت ہونے لگی جہاں فقہاء، محدثین، اور قراء حضرات کی خاصی تعداد تھی (۵۷)۔

صحابہ کرامؓ کے علاوہ کبار تابعین بھی تھے جنہوں نے سرزمین شام میں دعوت وتبلیغ کے فرائض انجام دیئے، ان میں سالم بن عبداللہ المحاربی، ابوادریس الخولانی، ابوسلیمان الدارانی، قبیصہ بن ذویب، مکحول بن ابی مسلم، رجاء بن حیوہ اور عمیر بن ھانی الدارانی، اور تبع تابعین میں سے عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی وغیرہ تھے (۵۸)۔

دارالحدیث مصر:

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حضرت عمروؓ بن العاص ارضِ مصر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی بہت زیادہ تعداد تھی جن میں حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت عبادۃؓ بن الصامت، حضرت مسلمۃؓ بن مخلدہ، حضرت مقدادؓ بن اسود تھے جو اسلامی لشکر کے امیر تھے جنھیں حضرت عمرؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کی مدد کیلئے بھیجا تھا (۵۹)۔

حضرت امیر معاویہؓ نے جب حضرت عمروؓ بن العاص کو شام کا والی مقرر کیا تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بھی ہمراہ گئے۔ ان کے علاوہ بکثرت صحابہ کرامؓ نے مصر میں سکونت اختیار کرلی اور لوگوں کو دینی احکام کی تعلیم دینے میں کوشاں رہے ان میں سے حضرت عقبہؓ بن عامر الجہنی، حضرت خارجہؓ بن حذافہ، حضرت عبداللہؓ بن سعد، حضرت محمیہؓ بن جزء، حضرت عبداللہؓ بن حارث، حضرت ابوبصرہ غفاریؓ، حضرت ابوسعد الخیر، حضرت معاذ بن الجہنی، حضرت معاویہؓ بن حدیج، حضرت زیاد بن الحارث الصدائی وغیرہ شامل تھے (٦۰)۔

ان صحابہ کرامؓ سے فیض حاصل کرنے والے بہت سے تابعین بھی تھے جن میں یزید بن ابی حبیب، عمر بن الحارث، خیر بن نعیم الحضرمی، عبداللہ بن سلیمان الطویل، عبدالرحمٰن بن شریح الغافقی، حیوہ بن شریح التجیبی وغیرہ تھے (٦۱)۔

دار الحدیث مغرب:

حضرت عثمانؓ نے ۲۵ھ کو مصر کے امیر، عبداللہ بن سعد کو افریقہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا اور ان کی مدد کیلئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر بھیجا جس میں صحابہ کرامؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص، حضرت عبداللہؓ بن جعفر، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت ابن زبیرؓ بھی تھے (۶۲)۔

۳۴ھ کو معاویہ بن حدیج مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کو لے کر مغرب کو فتح کرنے کیلئے نکلے۔ بالآخر عقبہ بن نافع کی سرکردگی میں اسلامی لشکر نے مغرب کو فتح کر لیا (۶۳)۔

فتح کے بعد بہت سارے صحابہ کرامؓ جن میں حضرت مسعودؓ بن الاسود البلوی، حضرت مسورؓ بن مخرمۃ، حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت بلالؓ بن حارث، حضرت جبلہؓ بن عمرو، حضرت سلمہؓ بن الاکوع وغیرہ نے یہاں سکونت اختیار کر لی (۶۴)۔

تابعین کی ایک جماعت بھی افریقہ میں داخل ہوئی جن میں سائب بن عامر، معبد بن عباسؓ، عبدالرحمٰن بن الاسود، عاصم بن عمر بن الخطاب، عبدالملک بن مروان، عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب، سلیمان بن یسار، عکرمہ مولیٰ ابن عباسؓ قابل ذکر ہیں (۶۵)۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی اہل افریقہ کی تعلیم کیلئے دس تابعین افریقہ بھیجے تھے جن میں سے حبان بن ابی جبلہ، اسماعیل بن عبیداللہ الاعور، اسماعیل بن عبید، عبدالرحمٰن بن رافع، سعید بن مسعود التجیبی وغیرہ تھے جنھوں نے اسلام کی دعوت وتبلیغ میں نمایاں کردار ادا کیا (۶۶)۔

دار الحدیث یمن:

عہد رسالت میں آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کو یمن کی طرف بھیجا تھا (۶۷) جنھوں نے وہاں جا کر دعوت وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا جس سے بے شمار تابعین کرامؒ اور تبع تابعین نے فیض حاصل کیا ان میں سے وھب بن منبہ، اور ان کا بھائی ھمام بن منبہ، طاؤس بن کیسان، اور ان کا بیٹا عبداللہ بن طاؤس، معمر بن راشد، عبدالرزاق بن ھمام وغیرہ تھے (۶۸)۔

دار الحدیث خراسان:

صحابہ کرامؓ میں سے حضرت بریدہؓ بن حصیب الاسلمی، حضرت حکمؓ بن عمرو الغفاری، حضرت ابو برزۃؓ الاسلمی یہاں سکونت پذیر تھے، تابعین رحمہ اللہ عنھم میں سے عبداللہ بن بریدۃ، یحیٰ بن یعمر، اور تبع تابعین میں سے حسین بن واقد، ابوحمزۃ السکری، عبداللہ بن مبارک، فضل بن موسیٰ وغیرہ یہاں موجود تھے۔ بعد میں ان علاقوں سے بے شمار محدثین کرام پیدا ہوئے، جنھوں نے علم حدیث کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا (۶۹)۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ص: ۱۱۰/۷
۲۔ مناظر گیلانی، تدوین حدیث، ص: ۶۷
۳۔ ابن حنبل، المسند، ص: ۳۲۸/۵
۴۔ الذہبی، تذکرہ الحفاظ، ص: ۲۶/۱
۵۔ السیوطی، حسن المحاضرۃ، ص: ۷۸/۱
۶۔ المسلم، الصحیح، کتاب الصلوۃ، باب القراءۃ فی الظہر والعصر، حدیث نمبر ۱۰۲۱، ص: ۱۹۱
۷۔ ابن حنبل، المسند، ص: ۵۸/۵
۸۔ ابن حنبل، المسند، ص: ۳۸۶/۵
۹۔ عبدالرزاق، المصنف، باب نقص الاسلام، حدیث نمبر ۲۰۴۴۶، ص: ۲۵۸/۱۱ ◉ البغوی، شرح السنۃ، ص: ۲۹۶/۱
۱۰۔ عبدالرزاق، المصنف، باب نقص الاسلام، حدیث نمبر ۲۰۴۴۶، ص: ۲۴۶/۱۱
۱۱۔ الشاطبی، الاعتصام، ص: ۵۴/۱
۱۲۔ الشاطبی، الاعتصام، ص: ۵۴/۱
۱۳۔ الکاندھلوی، مقدمہ أوجز المسالک، ص: ۶
۱۴۔ المالک، المؤطا، کتاب الحج، باب لبس الثیاب المصبغۃ فی الاحرام، حدیث نمبر ۱۰، ص: ۲۱۷
۱۵۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ص: ۳۱۵/۱ ◉ ابن حجر، الاصابہ، ص: ۳۶۱/۲
۱۶۔ مدائن: عراق میں سات شہروں کا مجموعہ جو بغداد کے جنوب میں دریائے دجلہ پر واقع تھا، الحموی، معجم البلدان، ص: ۲۱۵/۳
۱۷۔ الشیبانی، کتاب الآثار، ص: ۱۵۶
۱۸۔ عبدالرزاق، المصنف، باب تخفیف الامام، حدیث نمبر ۳۷۲۹، ص: ۳۶۷/۲ ◉ الہیثمی، مجمع الزوائد، باب الاقتداء بالسلف، ص: ۱۸۲/۱
۱۹۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص: ۱۴/۱
۲۰۔ الفتح: ۹/۴۸
۲۱۔ الحجرات: ۳/۴۹
۲۲۔ حالی، مسدس حالی، ص: ۱۳۲
۲۳۔ مناظر گیلانی، تدوین حدیث، ص: ۱۹
۲۴۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوضوء، باب البصاق والمخاط ونحوہ فی الثوب، ص: ۴۴ ◉ ابن ہشام، السیرۃ، ص: ۳۱۴/۲
۲۵۔ الترمذی، جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاستیصاء بمن یطلب العلم، حدیث نمبر ۲۶۵۰، ص: ۶۰۱
۲۶۔ آل عمران: ۱۱۰/۳
۲۷۔ آل عمران: ۱۰۴/۳
۲۸۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب لیبلغ الشاہد الغائب، حدیث نمبر ۱۰۴، ص: ۲۳
۲۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب لیبلغ الشاہد الغائب، حدیث نمبر ۱۰۵، ص: ۳
۳۰۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب أداء الخمس من الایمان، حدیث نمبر ۵۳، ص: ۱۳
۳۱۔ الترمذی، جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی کتمان العلم، حدیث نمبر ۲۶۴۹، ص: ۶۰۱
۳۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، حدیث نمبر ۱۰، ص: ۱۶
۳۳۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب حفظ العلم، حدیث نمبر ۱۱۸، ص: ۲۵
۳۴۔ البقرۃ: ۱۵۹/۲
۳۵۔ ابوداؤد، السنن، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، حدیث نمبر ۳۶۵۹، ص: ۵۲۵
۳۶۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبیا، حدیث نمبر ۱۰۶، ص: ۲۴
۳۷۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبیا، حدیث نمبر ۱۰۷، ص: ۲۴
۳۸۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبیا، حدیث نمبر ۱۰۷، ص: ۲۴
۳۹۔ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص: ۳۰/۱
۴۰۔ ابن حجر، الاصابۃ، ص: ۲۰۸/۴

۴۱۔ ابن حنبل، المسند، ص:۲/۴۱۳ ◎ ابن حجر، الاصابہ، ص:۴/۲۰۳

۴۲۔ النور:۲۴/۵۵

۴۳۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، البلاذری، فتوح الشام، ص:۱۳۱ ◎ الطبری، التاریخ، ص:۲۱۵۸

۴۴۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، البلاذری، فتوح الشام، ص:۲۲۰ ◎ المقریزی، الخطط، ص:۱/۲۶۳

۴۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ص:۵/۳۲۸

۴۶۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق، ص:۶/۲۸۴ ◎ الذہبی، سیر أعلام النبلاء، ص:۱/۲۱۵ ◎ الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص:۱/۳۰

۴۷۔ الذہبی، الأمصار ذوات الآثار، ص:۱۴ ۴۸۔ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۱۹۲

۴۹۔ الذہبی، الأمصار، ذوات الآثار، ص:۱۸

۵۰۔ الحاکم، علوم الحدیث، ص:۹۱ ◎ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص:۶/۲۱

۵۱۔ ابن القیم، أعلام الموقعین، ص:۲۰ ◎ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۲۴۳ ◎ الذہبی، الأمصار، ص:۳۹

۵۲۔ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۱۹۲ ◎ الذہبی، الأمصار، ص:۴۳

۵۳۔ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۲۴۷ ◎ الذہبی، الأمصار، ص:۴۴ ۵۴۔ البخاری، التاریخ الکبیر، ص:۱/۱۶۹

۵۵۔ محمد کرد، غوطۃ دمشق، :۱۳۱ ۵۶۔ محمد کرد، غوطۃ دمشق، ص:۱۳۱

۵۷۔ السخاوی، الإعلان بالتوبیخ، ص:۱۳۸ ◎ محمد کرد، غوطۃ دمشق، ص:۱۳۴

۵۸۔ محمد کرد، غوطۃ دمشق، ص:۱۳۴ ◎ الخولانی، تاریخ داریا، ص:۲۹ ◎ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۲۴۲

۵۹۔ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۱۹۳ ◎ حسن ابراہیم، تاریخ الاسلام، ص:۱/۲۳۶

۶۰۔ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۱۹۳ ◎ ابن عبدالحکم، فتوح مصر، ص:۲۴۸

۶۱۔ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۲۴۱

۶۲۔ ابوالعباس، الإستقصا لأخبار دول المغرب الأقصیٰ، ص:۱/۶۷

۶۳۔ البلاذری، فتوح البلدان، ص:۲۳۶ ◎ ابن عبدالحکم، فتوح مصر وأخبارہا، ص:۱۹۳

۶۴۔ ابوالعباس، الإستقصاء، ص:۱/۷۵ ◎ ابن عبدالحکم، فتوح مصر وأخبارہا، ص:۳۱۹ ◎ التمیمی، طبقات علماء أفریقۃ، ص:۱۶

۶۵۔ التمیمی، طبقات علماء أفریقۃ، ص:۱۹

۶۶۔ التمیمی، طبقات علماء أفریقۃ، ص:۱۶

۶۷۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التوحید، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ امتہ، حدیث نمبر ۷۳۷۲، صفحہ نمبر ۱۲۶۸

۶۸۔ الذہبی، الأمصار، ص:۴۷ ◎ السخاوی، الإعلان بالتوبیخ، ص:۱۴۰

۶۹۔ الذہبی، الأمصار ذوات الأمصار، ص:۸۳ ◎ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص:۱۹۴